PDF version by Amber Fatima Parhopak.com

امبر فاطمہ

اندھیرے سے اجالے تک

ڈوبتے کو سہارا مل جانا کسی نعمت سے کم نہیں لیکن انسان جب تک خود کوشش نا کرے تو سارے سہارے رائیگاں جاتے ہیں۔

اس کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی تھا جو کچھ ماضی میں اس کے ساتھ ہو چکا تھا۔ وہ سب کسی طور بھلانے کے لائق نہیں تھا۔ پانچ سال سے وہ ایسی ہی زندگی گزار رہا تھا۔ جس کے بارے میں سوچا بھی نا جا سکے اپنی زندگی میں خوشی کے لفظ سے یوں نا

lugem.com

PDF version by Amber Fatima Parhopak.com

آشنا ہوا تھا کہ ننھے فہد کی شرارتوں پر جب بھی مسکرانے کی کوشش کرتا تو آنکھیں بھیگ جاتی تھیں۔ ہر وقت اپنے کمرے میں قید رہنا کسی سے بات چیت نا کرنا یہاں تک کے اپنے ہی گھر والوں سے الگ تھلگ رہنا اب اس کا معمول بن گیا تھا۔ اس کی نفسیاتی کیفیت کو سب ہی نہیں سمجھ پا رہے تھے۔ کبھی گھنٹوں سخت دھوپ میں بے حس بنا بیٹھا رہتا اور کبھی ڈنر سوٹ پہن کر کمبل میں دبکا رہتا۔

اس کی تکلیف بہت زیادہ تھی زندگی کو بھرپور طریقے سے جینے والا زیان عمر اس وقت اپنی ہی زندگی سے تنگ تھا۔ ہر پل ہنستا مسکراتا چہرہ کہیں کھو سا گیا تھا۔ اب اس کی جگہ تناؤ نے لے لی تھی۔ وہ اپنے خول کو توڑنا نہیں چاہتا تھا گر کوئی یہ کوشش کرتا بھی تو وہ خود کو اور تکلیف پہنچاتا۔ سب نے ہی اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا تھا۔ سب نے ہی اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا تھا۔ کبھی جو وہ تمکین کو نماز پڑھتے

ناولٹ

www.urdu

PDF version by Amber Fatima Parhopak.com

Jazz 55% 13:14

دیکھتا تو وہاں سے ہٹ جاتا وہ اللہ کو مخاطب نہیں کرنا چاہتا تھا۔

☆.....☆

''مجھے تو سمجھ نہیں آرہی کہ تم وہاں کیوں جارہی ہو۔ یہ جانتے ہوئے کہ تمہاری اس ویران زندگی کا ذمہ دار تمہارا بھائی ہے۔ اگر وہ تمہاری خالہ کی بیٹی سے شادی کر لیتا تو تمہاری شادی بھی باسر سے ہوجاتی۔ تم بھی اپنی لائف نارمل لوگوں کی طرح گزارتیں اب وہ کتنے سکون سے اپنی بیوی کے ساتھ رہ رہے ہیں اگر انہیں تمہارا ذرا سا بھی خیال ہوتا تو وہ ہرگز ایسا نہ کرتے۔'' ہادیہ اس کے جانے سے ناراض تھی۔

''ایسی بات نہیں ہے ہادیہ! میں جانتی ہوں بھائی مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں۔ امی ابو کے بعد انہوں نے ہی تو مجھے سنبھالا میری تعلیم مکمل کروائی۔ زندگی کے ہر موڑ پر انہوں نے میرا ساتھ دیا اور اب میں انہیں کیسے موردالزام ٹھہرادوں۔

''مجھے تمہاری سمجھ نہیں آتی کہ تم یہاں اکیلی اس شہر میں ہاسٹل میں رہ رہی ہو اور وہ وہاں آسائشوں سے بھری زندگی گزار رہے ہیں اگر انہیں تمہارا ذرا بھی احساس ہوتا تو وہ تمہاری حق تلفی نہ کرتے میری بات مانو تو تم وہاں جاؤ ہی نہ جب انہیں تمہارا احساس نہیں تو اب تم ان کا احساس مت کرو۔'' ایشاع نے تاسف سے اپنے سامنے بیٹھی ہادیہ کو دیکھا تھا۔ وہ دونوں ایک ہی اسکول میں پڑھاتی تھیں۔ کافی عرصہ ساتھ رہنے کی وجہ سے ہادیہ اس کے بارے میں بہت کچھ جانتی تھی۔

☆.....☆

تمکین نے اس کے کمرے کا دروازہ کھولا تو وہ مکمل اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا ہر طرف اک عجیب سی بو پھیلی ہوئی تھی۔ تمکین ناک پر ہاتھ رکھتے آگے بڑھی اور ساری کھڑکیاں کھول دیں۔ اس نے پورے کمرے کا جائزہ لیا تھا کبھی جوزیان کا روم اس گھر کا خوب صورت اور فرنشڈ ہوا کرتا تھا۔ اب ویسا نہیں رہا تھا کمرے میں جابجا کشن پھیلے ہوئے تھے ڈریسنگ کی ساری چیزیں پورے روم میں پھیلا رکھی تھیں۔ وہ ساری چیزوں کو سمیٹتی اس کے پاس بیڈ پر آئی تھی نظر فوراً سائیڈ ٹیبل پر رکھے ایش ٹرے پر پڑی تھی جو جلی ہوئی سگریٹوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے فوراً زیان کی طرف دیکھا جو بیڈ پر بے سدھ پڑا تھا۔

''زیان! اٹھو دیکھو امو جان تم سے بات کرنے کے لیے کتنا تڑپ رہی ہیں پلیز اٹھو۔'' تمکین کی نظر بے اختیار اس کی کلائی پر پڑی تھی جہاں بلیڈ سے کٹ لگے تھے زیان کی یہ حالت دیکھ کر اس کا دل کانپ کر رہ گیا تھا۔ اس نے جھک کر اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا اور ایک عجیب سی بو اس کے نتھنوں میں گھسی تھی۔ اس نے آج رات پھر ڈرنک کی تھی۔ تمکین نے غصے سے اسے جھنجھوڑا تھا لیکن وہ نشے میں دھت پڑا تھا تمکین کی ہر کوشش اسے اٹھانے میں ناکام رہی تھی۔ وہ تھک ہار کر وہیں بیٹھ کو بلک بلک کر رو دی تھی۔

☆.....☆

آج وہ اپنی [illegible] کے بعد واپس اپنے ملک لوٹ رہا تھا اس کی خوشی دیدنی تھی ایئر پورٹ پر جب ملک کے معروف بزنس ٹائکون عمر علوی اپنے اکلوتے بیٹے کو کامیاب لوٹتا دیکھیں گے تو ان کا سینہ فخر سے تن جائے گا۔ اور امو جان وہ تو منٹ بھی انگلی پر شمار کر رہی ہوں گی۔ وہ جہاز میں بیٹھا ان سب کے ہی بارے میں سوچ رہا تھا۔ تمکین کا خیال آتے ہی اس کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی اس کی بہن کم دوست جسے وہ پیار سے اپنی سہیلی پکارا کرتا تھا۔ اس کی شادی میں شرکت کے لیے وہ اتنا ایکسائیٹڈ تھا وہ ان سب سے ملنے کے بارے میں ہی سوچ کر مسکرائے جارہا تھا۔

Ridadigest.com

PDF version by Amber Fatima Parhopak.com

Jazz 55% 13:14

عمر علوی کے گھر کا ماحول بالکل سادہ سا تھا۔ ان کی ساری ایکٹیوٹی گھر کے باہر تک ہی محدود تھیں اور اموجان تو نہایت ہی سادہ خاتون تھیں۔ یہ نہیں تھا کہ وہ کم پڑھی لکھی کسی چھوٹے خاندان سے تھیں۔ وہ بھی عمر علوی کی ہی طرح ایک اچھے خاندان سے تعلق رکھتی تھیں لیکن شادی کے بعد انہوں نے اپنی پوری زندگی اپنے شوہر اور بچوں کے لیے وقف کر دی تھی۔ اموجان کی ہی خواہش پر وہ یو کے اسٹڈی کے لیے گیا تھا۔ اس سے تین سال بڑی تمکین انگلش ایم اے کے بعد اب اموجان سے گھر داری سیکھ رہی تھی کیونکہ جلد ہی اس کی شادی تھی۔ یہ پہلی ہی فیملی ہی اس کی مکمل زندگی تھی یہ اموجان کی ہی تربیت کا اثر تھا کے وہ باہر رہ کر بھی ہر بری عادت سے دور تھا۔ [illegible] میں گم تھا تب ہی جہاز میں اعلان کیا گیا [illegible] کی خرابی کے باعث فلائٹ اسلام آباد کے بجائے کراچی لینڈ کرے گی۔ اس کے چہرے پر اداسی پھیلی تھی۔ جتنا وہ سب سے جلدی ملنے کے لیے تڑپ رہا تھا۔ اتنا ہی لیٹ ہو رہا تھا کچھ ہی دیر بعد فلائٹ کراچی ایئر پورٹ لینڈ کر چکی تھی اور ابھی اسلام آباد والی فلائیٹ کو دیر تھی وہ موبائل آن کرتا ایئر پورٹ سے باہر آیا تھا۔ وہ اپنے لیٹ ہونے کی اطلاع سب گھر والوں کو دینا چاہتا تھا۔ تب ہی پیچھے سے کسی نے کچھ بھاری چیز اس کے سر پر ماری تھی۔

''ابھی بھی وقت ہے ایشاع کے تم میری بات مان لو۔'' ہادیہ نے گاڑی پارکنگ ایریا میں کھڑی کرتے ہوئے کہا۔ وہ ایشاع کو بس اسٹاپ تک چھوڑنے آئی تھی۔

''تم جانتی ہو ہادیہ! کہ میں اسکول میں اپنا ریزائن لیٹر جمع کروا چکی ہوں۔ وہاں بھائی میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔'' ایشاع نے کہا تو ہادیہ نے طنزیہ مسکراہٹ سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

''تو پھر تمہارے بھائی ایک گاڑی ہی بھجوا دیتے تمہیں۔ ریسیو کرنے کے لیے آفٹر آل وہ علوی گروپ آف کمپنی کے سی ای او ہیں۔'' ہادیہ کے لہجے میں چھپا طنز اسے کسی نشتر کی طرح چبھا تھا۔ اس نے زبردستی مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔

''ویسے برا مت ماننا ایشاع تمہارے بھائی حد سے زیادہ خود غرض واقع ہوئے ہیں۔'' ہادیہ نے اس کے چہرے سے جھلکتی اداسی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کہا۔

''حیرت کی بات ہے مجھے ان کی خود غرضی کبھی نظر نہیں آئی۔'' ایشاع کو اس کا انداز گفتگو بالکل اچھا نہیں لگا تھا۔

''خیر میں تمہارے جانے سے پہلے ایک بات کہنا چاہتی ہوں۔ تم میرے ظفر بھائی کو تو جانتی ہی ہو جو اکثر اسکول آتے ہیں مجھ سے ملنے۔'' ہادیہ کے پوچھنے پر اس نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

''وہ دراصل تم سے شادی کے خواہشمند ہیں اور تم ان کے بارے میں سب کچھ جانتی ہو کے ان کی ایک [illegible] کی بیٹی ہے جسے سنبھالنا ان کے لیے مشکل ہو گیا [illegible] اور ویسے بھی بھابی کی ڈیتھ کے بعد سے وہ بالکل [illegible] ہو گئے ہیں۔ اسی لیے سوچا تم سے بات کر لوں۔ ہادیہ نے کن اکھیوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ایشاع نے خود پر ضبط کرتے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا۔

''تمہارا بہت شکریہ ہادیہ کے تم نے میرا یہاں تک ساتھ دیا۔'' وہ خود کو کوئی بھی سخت لفظ کہنے سے باز رکھ رہی تھی۔

☆.....☆

وہ لائبریری سے نکل رہا تھا پاس سے ہی اسے زوردار قہقہہ کی آواز آئی تھی۔ اس نے اپنے عقب میں دیکھا تھا جہاں کچھ لڑکے کھڑے زور سے ہنس رہے تھے۔ جب کہ ان سے کچھ فاصلے پر ایک لڑکی

Ridadigest.com

PDF version by Amber Fatima Parhopak.com

Jazz 55% 13:14

گھبرائی سی کھڑی تھی۔ اس نے آس پاس سے گزرتے لوگوں کو دیکھا تھا جو ان سب کو یکسر انداز کرتے مگن سے گزر رہے تھے۔ اس نے غصے سے مٹھیاں بھی بند کی تھیں۔ ان میں سے ایک لڑکا آگے بڑھ کر اس لڑکی کے پاس جا کھڑا ہوا تھا۔ اس کا ضبط جواب دے رہا تھا۔ یہ لوگ ان میں سے تھے جو مجبور اور بے بس لوگوں کو اپنی تفریح کا ذریعہ بنایا کرتے ہیں۔ وہ غصے میں سرخ چہرہ لیے آگے بڑھا تھا اور تھوڑی ہی دیر میں اس نے ان لڑکوں کی عقل ٹھکانے لگا دی تھی۔ وہ بامشکل اٹھ کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھے تھے۔ چند لمحوں پہلے جو اس لڑکی کے چہرے پر گھبراہٹ تھی اب اس کی جگہ اطمینان نے لے لی تھی۔ وہ اس لڑکی کی طرف بڑھا تھا جو اب ممنون نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

''آپ کو اس طرح یہاں نہیں کھڑا ہونا چاہیے تھا۔ لائبریری یا کافی شاپ میں بھی آپ بیٹھ سکتی تھیں اگر آپ کی کوئی مجبوری تھی۔'' تو اس نے کافی شاپ کی طرف اشارہ کیا تو لڑکی نے ندامت سے سر جھکا لیا۔ غلطی اسی کی تھی اسے یوں بیچ سڑک پر خود کو اشتہار بنا کر نہیں کھڑا کرنا چاہیے تھا۔

''او کے اب آپ چلی جائیں گی یا میں ڈراپ کر دوں۔'' اس نے پوچھا تھا۔ جس پر اس لڑکی نے نفی میں سر ہلایا تھا وہ سر جھٹکتا اس واقعہ کو بھلاتا اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا تھا۔

☆.....☆

''لوگ اپنے کبھی نہیں ہوتے لوگ خود غرض ہوتے ہیں اپنی غرض میں وہ کسی کے دل سے کھیل جاتے ہیں یا کسی کی جان سے اس نے سنا تھا کہ وقت کروٹ لیتا ہے لیکن اس کی زندگی میں تو وقت رکا ہوا تھا۔ بالکل جامد وقت کروٹ لیتا تو وہ وقت کے بھید جان پاتی رکے وقت میں وہ کیسے ان بھیدوں کو ٹٹولتی، ایشاع نے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے بہتے آنسوؤں کو ہاتھ کی پشت سے صاف کیا تھا۔ وہ عاشر بھائی کے بے حد اصرار پر ان کے پاس اسلام آباد جا رہی تھی۔

بچپن میں کوئی خاص جذبات نہیں تھے لیکن اس کے یوں شادی سے انکار نے اس کی توہین کی تھی۔ گو کہ اس میں غلطی عاشر بھائی کی ہی تھی۔ جو اسلام آباد جاب کرنے کی غرض سے گئے اور شادی کر کے لوٹے تھے۔ خالہ نے ان کی غلطی کو نظر انداز کر کے اپنے بڑے پن کا ثبوت دیا تھا لیکن یہ سب تو وقتی تھا عاشر بھائی بھی اس کی جلد شادی کر کے واپس اسلام آباد جانا چاہتے تھے اور خالہ نے اسی موقع سے فائدہ اٹھایا اور دو ہفتوں میں ہی شادی طے کر دی گئی لیکن ان کے سارے منصوبے کا علم تو اس وقت ہوا جب سب کچھ آخری مراحل میں تھا۔ وہ سب بارات کا انتظار کر رہے تھے اور بارات تو نا آنا ہی طے تھی۔ جو نہ آئی خاندان بھر میں رسوائی پوری دنیا کی جگ ہنسائی اس رات اس کا مقدر بنی تھی۔ ایک [illegible] شروع ہونے والی تقریب کا انجام بہت برا ہوا تھا۔

☆.....☆

''زیان! [illegible] بلا رہی ہیں۔'' تمکین نے اس کے کمرے میں [illegible] ہوتے کہا تھا لیکن وہ کان بند کیے بے حس بنا بیٹھا تھا۔ تمکین کے بار بار پکارنے پر بھی اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ تو غصے میں تمکین نے ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر مارا تھا۔ تب بھی اس کی پوزیشن میں کوئی فرق نہیں آیا تھا تمکین روتے ہوئے اس کے پاس ہی بیٹھ گئی تھی۔

''زیان! امو جان کے پاس چلو وہ تمہاری راہ تک رہی ہیں۔ ان سے مل کر ان کی تکلیف کو کچھ کم کر دو۔ میرے بھائی!'' تمکین نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا تھا لیکن زیان وہ تو ویسا ہی بے

Ridadigest.com

PDF version by Amber Fatima Parhopak.com

Jazz 54% 13:15

ص بنا رہا۔

☆.....☆

اسے یہاں آئے آج دوسرا دن تھا اس کی توقع کے برعکس بھابھی اس سے بہت پیار سے ملی تھیں۔ شہر بھائی سے اس کی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ وہ کسی کام کے سلسلے میں شہر سے باہر گئے تھے۔ وہ فہد کو کھیلتے دیکھ رہی تھی تب ہی بھابھی چائے کے کپ لیے وہیں آگئیں ایک کپ اسے تھما کر وہ اس کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ گئی تھیں اس نے بھابھی کی طرف دیکھا تھا جو کافی نڈھال سی لگ رہی تھیں۔

''بھابھی! آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟'' اس نے کپ سائیڈ پر رکھتے ہوئے تشویش سے ان کی کلائی پکڑی تھی۔

''ارے کچھ نہیں ہوا ایشاع مجھے امی جان کی ٹینشن تھی اب تو وہ بھی کافی بہتر ہیں۔'' نظریں چراتے ہوئے کہا اب وہ اسے کیا بتاتی کہ اس گھر پر کیا قیامت ٹوٹی ہے۔

اس نے آنکھیں کھول کر اپنے اردگرد دیکھنے کی کوشش کی تھی لیکن وہاں مکمل اندھیرا تھا۔ سر میں اتنی درد کی شدید تھیں اس کی برداشت سے باہر تھی۔ اس نے اندھیرے میں ہی اٹھ کر یہاں وہاں ہاتھ مارا تھا لیکن کوئی نہیں ملا تھا۔ اسے تو گھر جانا تھا پھر یہاں کیسے آگیا۔ اموجان اور پاپا گھر پر شدت سے اس کے منتظر ہوں گے۔ اسے یہاں کتنے روز گزر چکے تھے۔ اس بارے میں اسے کچھ اندازہ نہیں تھا۔ وہ اپنی بے بسی پر شدت سے رو دیا تھا۔

☆.....☆

''زیان! میرے بچے یہاں دیکھو میری طرف۔ اپنی اموجان سے بھی ناراض ہو۔'' تمکین اسے زبردستی اموجان کے کمرے میں لے آئی تھی۔ یہاں بھی وہ ویسا ہی بت بنا بیٹھا تھا۔ اموجان اسے اپنے پاس دیکھ کر ہی نہال ہوگئی تھیں۔ آج مہینوں بعد وہ اپنے کمرے سے نکلا تھا۔

''یہاں دیکھو میری طرف۔'' اموجان نے اس کا چہرہ اپنی طرف پھیرا تھا وہ بالکل خاموش نظروں سے ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''زیان! مت دو خود کو اتنی تکلیف میرے بچے میرا دل پھٹتا ہے تمہاری یہ حالت دیکھ کر ذرا دیکھو اپنے پاپا کی طرف جو دن رات تمہاری فکر میں گھلتے رہتے ہیں۔'' انہوں نے بھی تمہاری طرح خاموشی کی چادر اوڑھ لی ہے بیٹا! بدلو خود کو ہم تو ترس گئے ہیں تمہاری مسکراہٹ دیکھنے کو تمہاری باتیں سننے کو۔''

اس پر جنون کی کیفیت پھر سے طاری ہونے لگی تھی۔ وہ سب کے لیے ہی تکلیف کا باعث بن رہا تھا اور اسی احساس سے اسے وحشت ہو رہی تھی۔ اپنے کمرے میں آکر اس نے ہر چیز کو اٹھا کر پھینکنا شروع کر دیا تھا۔ شور کی آواز سن کر ایشاع نے کچن سے نکل کر سیڑھیوں کی سمت دیکھا تھا۔ آواز اوپر سے ہی آرہی تھیں۔

[illegible]! ابھی کچھ دیر پہلے ہی اموجان کو چیک اپ [illegible] لے کر گئی تھیں۔ اس نے ملازمہ سے ہی [illegible] کہ بھابھی کا کوئی بھائی ہے۔ جسے پاگل پن کے [illegible] پڑتے ہیں اور اس کے کمرے میں کسی کو بھی جانے کی اجازت نہیں ہے اس کے سب کام صرف تمکین ہی دیکھتی تھی۔ وہ سیڑھیوں کی جانب بڑھی تھی چیزوں کی توڑ پھوڑ کے ساتھ اب چلانے کی بھی آوازیں آرہی تھیں۔ ایشاع نے آگے بڑھ کر ادھ کھلے دروازے سے اندر جھانکا تھا۔ وہ بکھری چیزوں کے درمیان میں بیٹھا ایک ہاتھ میں کچھ پکڑے دوسرے ہاتھ پر جھکا ہوا تھا۔ ایشاع نے بنا آواز پیدا کیے دروازہ پورا کھول کر آگے بڑھ کر دیکھا۔ جہاں وہ اپنی کلائی پر بلیڈ سے کٹ لگا رہا تھا۔ اس نے چار قدموں کا فاصلہ دو قدموں میں عبور کر کے فوراً اس کے ہاتھ

Ridadigest.com

PDF version by Amber Fatima Parhopak.com

Jazz 54% 13:15

سے بلیڈ چھینا تھا۔ اس کی پوری کلائی خون سے بھر گئی تھی۔ انجان لڑکی کو اپنے کمرے میں دیکھ کر ایک پل کو اس کی آنکھوں میں حیرت ابھری اور پھر غصہ۔

ایشاع نے اس کی طرف دیکھے بنا جلدی سے اپنے دوپٹے سے اس کی کلائی صاف کرنا چاہی تھی لیکن خون بند ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ اس نے اپنے آس پاس کوئی چیز ڈھونڈنہ چاہی تھی۔ زیان نے غصے سے اپنی کلائی اس کے ہاتھ سے چھڑائی اور اسے پیچھے کی طرف دھکا دیا تھا۔ ایشاع کا سر میز سے [illegible] طرح ٹکرایا تھا۔ وہ لڑکھڑاتے قدموں سے اٹھتا [illegible] بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر رکھے پانی سے بھرے جگ [illegible] اپنی کلائی پر ڈالنے لگا تھا۔ ایشاع نے اپنے آ[illegible] کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا اور اٹھ کر دوبارہ اس [illegible] پاس آئی تھی۔ زیان کی کلائی سے اب بھی خون [illegible] تھا۔ اس نے جلدی سے کمرے میں فرسٹ ایڈ کٹ تلاش کیا تھا اسے زیادہ محنت نہیں کرنا پڑی تھی۔ فرسٹ ایڈ بکس الماری سے مل گیا تھا۔ ایشاع اس کے پاس آئی تھی۔ خون کافی بہہ جانے کی وجہ سے وہ اب کافی نڈھال لگ رہا تھا۔ ایشاع نے اس کے کچھ دیر پہلے والے رویے سے بنا ڈرے اس کی کلائی پکڑی اور ڈیٹول سے صاف کرنے لگی تھی۔ وہ خاموشی سے آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا۔ ایشاع نے اس کی اسی خاموشی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جلدی سے اس کے ہاتھ کی بینڈیج کی تھی۔ اس نے باکس واپس الماری میں رکھا اور کمرے میں بکھری چیزوں کو سمیٹنے لگی۔ اس نے ایک نظر بیڈ پر اوندھے منہ پڑے زیان کی طرف دیکھا تھا۔ اس کی حالت پر افسوس ہوا تھا۔ اس گھر کی خاموشی اور ویرانی کا باعث شاید یہ ہی شخص تھا۔

''تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا آج شام سے تم کمرے میں ہی بند ہو۔'' تمکین نے اس کے پاس بیڈ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''جی بس ذرا سر میں درد تھا۔'' اس نے بامشکل آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔ ورنہ سر میں تو اتنا درد تھا کہ اسے اپنے آس پاس ہر چیز گھومتی محسوس ہو رہی تھی۔ تمکین نے اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا تھا۔

''تمہیں تو بخار ہے ایشاع تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں۔'' وہ پریشان ہوئی تھیں۔

''بھابھی! بس ہلکا سا سر میں درد ہے میں نے میڈیسن لے لی ہیں آپ پریشان نا ہوں۔'' اسے شرمندگی ہوئی تھی۔ وہ پہلے ہی اتنا پریشان تھیں اس کی وجہ سے ان کی پریشانی میں اور اضافہ ہوا تھا۔

تمکین نے گہرا سانس لیتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔

''ایشاع تمہیں کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو پلیز مجھ سے بلا جھجک کہہ دینا یہ تمہارا اپنا گھر ہے۔''

''بھابھی! آپ بالکل پریشان نہ ہوں مجھے کسی [illegible] کوئی تکلیف نہیں ہے۔ میں خوش ہوں [illegible] کی تکلیف کو زبردستی بھلائے وہ ان کے سامنے [illegible] وہ کسی بھی طرح ان کی پریشانی اور نہیں بڑھانا [illegible]

''ایشاع مجھے [illegible] کہ مجھے اذیت دیتا ہے کہ تمہارے ساتھ جو ہوا اس [illegible] ذمہ دار میں ہوں۔ نا عاشر مجھ سے شادی کرتے اور نا ہی تمہیں وہ سب جھیلنا پڑتا۔

''بھابھی! آپ ایسا کیوں سوچتی ہیں۔ میں تو وہ سب کچھ بھول چکی ہوں اور ان سب باتوں میں اللہ پاک کی کوئی مصلحت چھپی ہوگی۔ جو رشتے بنے ہی ٹوٹنے کے لیے ہوں انہیں لاکھ کوشش کے بھی نہیں جوڑا جا سکتا ہے۔ وہ رشتہ تب نا ٹوٹتا تو کچھ عرصے بعد ٹوٹ جاتا کیوں کہ وہ رشتہ کبھی پائیدار تھا ہی نہیں۔ آپ خود کو الزام نا دیں ان سب باتوں کا۔ عاشر بھائی اور آپ کا جوڑ اللہ نے بنایا تھا۔ پھر وہ

Ridadigest.com

PDF version by Amber Fatima Parhopak.com

Jazz 54% 13:15

کیسے نا جڑتا آپ آئندہ ایسا مت سوچنا کہ میری شادی ٹوٹنے کی وجہ آپ ہیں۔ میں نے کبھی ایسی باتوں کو ذہن میں جگہ ہی نہیں دی۔ اسی لیے آپ بھی آئندہ مت سوچنا۔" تمکین نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا تھا وہ عاشر کی ہی بہن تھی دونوں بہن بھائیوں نے احسان جتانا تو شاید سیکھا ہی نہیں تھا۔

"یہ لیجیے امو جان آپ کی چائے اور جلدی سے پی کر بتائیں کیسی بنی ہے۔" ایشاع نے انہیں کپ پکڑاتے ہوئے کہا۔ تمکین کی طرح وہ بھی انہیں امو جان ہی کہہ کر بلاتی تھی۔ ایشاع کو ان کے پرنور چہرے پر چھائی اداسی ہمیشہ مضطرب کر دیتی تھی۔

"تم نے بنائی ہے تو اچھی ہی بنی ہوگی۔" انہوں نے کپ سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا ہے؟" ایشاع نے ان کی گود میں رکھے البم کو دیکھ کر پوچھا۔ ان میں سے ایک تصویر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ اداسی سے مسکرائی تھیں۔

"یہ میری زندگی ہے ہنستی مسکراتی سی زندگی۔" ایشاع نے جھک کر دیکھا وہ ایک فیملی فوٹو تھی۔

"یہ میرا بیٹا زیان ہے۔" انہوں نے ایک عمر رسیدہ کی تصویر پر ہاتھ رکھ کر اسے بتایا اس نے ساختہ اپنے سر کے پچھلے حصے پر ہاتھ رکھا تھا۔ اس تصویر میں وہ کہیں سے بھی ابنارمل نہیں لگ رہا تھا۔ تو پھر اب ایسا کیا ہوا تھا کہ وہ اتنا مختلف ہو گیا تھا۔

☆.....☆

عاشر بھائی کے آجانے سے تھوڑی بہت رونق ہو گئی تھی۔ ورنہ تو بس ایک فہد ہی تھا۔ جس کی چھوٹی چھوٹی شرارتیں اسے بہلائے رکھتی تھیں۔ وہ بھابھی کا حوصلہ دیکھ کر انہیں سراہے بنا نہیں رہ سکی تھی۔ اس گھر کے مکینوں پر کوئی قیامت ٹوٹی تھی جو اب تک سب اسی کہ حصار میں تھے۔ ایسا کیا تھا جو اس گھر کا شیرازہ بکھر گیا تھا۔ اسے اکثر امو جان کی باتوں سے یوں محسوس ہوتا تھا کہ یہ گھر بھی کبھی جنت ہوا کرتا تھا۔ بھابھی کی آنکھوں کی اداسی صاف ظاہر کرتی تھی وہ کسی بہت بڑے سانحے سے گزری ہیں اور ان کے بابا جان تو گویا مشین تھے ان کی لگی بندھی روٹین تھی۔ جس میں کوئی خلل دینا انہیں یہ پسند نہیں تھا۔ وہ نا تو اس گھر کے لوگوں کو سمجھ پا رہی تھی نا ہی ان کے ساتھ ہوئے حادثے کو۔ وہ چھت پر آئی تو وہاں پہلے سے ہی موجود زیان کو دیکھ کر وہیں رک گئی۔ وہ سگریٹ انگلیوں میں دبائے آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کا چہرہ ان تصویروں سے قدرے الگ رہا تھا جو اس نے امو جان کے پاس دیکھی تھیں۔

ایسا بھی کیا ہوا تھا اس کے ساتھ کے اس کی شخصیت بالکل ہی بدل گئی تھی۔ وہ آگے بڑھی تھی لیکن کھٹکے کی آواز پر بھی زیان کا دھیان نہیں بٹا تھا۔ وہ وہیں ہی بیٹھا آسمان کو تک رہا تھا۔ اس کی انگلی میں دبا سگریٹ ختم ہونے کو تھا۔ ایشاع نے اس کی انگلی جل جانے کے ڈر سے سگریٹ اس کے ہاتھ سے چھینا تھا۔ زیان نے سرخ ہوتی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔ اپنی تنہائی میں وہ کسی کا بھی خلل برداشت نہیں کرتا تھا۔ ایک پل کو ایشاع کی ٹانگیں کانپی تھیں لیکن بظاہر اس کی پرواہ کیے وہ اس کے سامنے کھڑی تھی۔ زیان نے اسے دیکھتے ہوئے پاس رکھا لائٹر جلایا تھا اور اپنی ہتھیلی کو اس سے جلانے لگا تھا۔ اتنا تو اندازہ اسے ہو ہی گیا تھا کہ وہ خود کو یوں ہی تکلیف میں رکھتا تھا۔ کسی کے کچھ کہنے پر بھی اس کا ردعمل یہ ہی ہوا کرتا۔ اس نے اپنے گرد ایک دائرہ بنا لیا تھا نہ خود اس دائرے سے باہر نکلتا تھا نا ہی کسی کو اس کے اندر آنے دیتا۔ ایشاع اس کی ان حرکتوں کو دیکھ کر اس کی نفسیات سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس گھر کے لوگوں کا ایک ہی مسئلہ تھا سب ہی نے خود کو ایک حصار میں

Readingest.com

PDF version by Amber Fatima Parhopak.com

Jazz 54% 13:15

قید کرلیا تھا۔

☆.....☆

''بھابھی! ایسا کیا ہوا تھا کہ جو اس گھر کی ساری روشنیاں معدوم ہوگئی تھیں۔'' بھابھی کو آج خوش گوار موڈ میں دیکھ کر اس نے ہمت کر ہی لی تھی ورنہ یہ سوال تو اسے چین ہی نہیں لینے دے رہا تھا۔

''میں جانتی ہوں ایشاع! کے یہ سوال تمہارے ذہن میں کب سے ہے۔ اس دن زیان نے جو بدتمیزی تمہارے ساتھ کی تھی۔ اس کا احوال ملازمہ مجھے بتا چکی ہے۔ میں خود بہت شرمندہ ہوں لیکن ہم سب بے بس ہیں زیان کی وجہ سے وہ سب کے ساتھ اس طرح کا رویہ رکھتا ہے۔'' ان کے لہجے سے شرمندگی صاف ظاہر ہو رہی تھی۔ ایشاع نے دکھ سے ان کی طرف دیکھا تھا۔

''اسی وجہ سے کوئی رشتہ دار ہمارے گھر آنا پسند نہیں کرتا وہ کسی کی بھی بات نہیں سنتا ہے۔ اس کے ساتھ جو ہوا وہ سب کچھ وہ بھلا نہیں پا رہا ہے۔ حادثے کے بعد سے اب تک میں نے اسے کبھی مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا، اس کی اس حالت کو دیکھ کر ہم سب ہی بے جان ہو چکے ہیں۔ سمجھ ہی نہیں آتا کے وہ زندگی کی طرف کیسے لوٹے گا۔''

☆.....☆

اس بند کمرے میں اسے کتنے دن گزر چکے تھے اسے بالکل نہیں اندازہ تھا وہ کہاں تھا، کن لوگوں کے پاس تھا اسے کچھ نہیں پتا تھا۔ اس چھوٹے سے قید خانے میں اس کا اب دم گھٹنے لگا تھا۔ اب تک کسی نے اس سے گھر کا نمبر تک نہیں مانگا تھا۔ نا ہی کسی چیز کا مطالبہ کیا تھا وہ شدت سے سب کو یاد کر رہا تھا۔ امو جان کا چہرہ بار بار اس کی نگاہوں کے سامنے گھوم رہا تھا۔ کچھ ہی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور دو آدمی اندر آئے تھے۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا دروازہ کھلنے سے کمرے میں ہلکی سی روشنی چھائی تھی۔

''زیان عمر علوی گروپ آف کمپنی کا اکلوتا وارث اس وقت بھوک سے نڈھال ہے۔'' آنے والے آدمیوں میں سے ایک نے بلند آواز میں کہا تھا۔ دوسرے نے اس کی بات پر زوردار قہقہہ لگایا تھا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو ان میں سے ایک نے اسے اپنا جوتا اس کے منہ پر مارا تھا۔ وہ منہ کے بل زمین پر گرا تھا۔

''کچھ یاد آیا اسی طرح تو نے بیچ سڑک پر ہمیں مارا تھا۔ بہت انتظار کیا تجھ سے بدلہ لینے کے لیے اب یوں تڑپا تڑپا کر ماردوں گا زیان عمر تم موت مانگو گے اور میں تمہیں مرنے بھی نہیں دوں گا۔'' اس نے بے حد سفاکی سے کہا تھا۔ اسے ہر طرح سے تکلیف پہنچانے کی کوشش کی گئی تھی۔ کھانے کے نام پر اسے باسی کھانا دیا جاتا تھا۔ ہر برے نشے کا اسے زبردستی عادی بنا دیا گیا۔ جس نے اپنی ساری زندگی ایسی چیزوں کو ہاتھ تک نہیں لگایا تھا۔ وہ اب ایسی چیزوں کا عادی بنا دیا گیا تھا۔ سمیر اعجاز اپنی فتح پر خوش تھا۔

☆.....☆

آ[illegible] نے گھر کا جائزہ لیا تھا اور ایک بات جو اس [illegible] تھی وہ یہ تھی کہ زیان کا کمرہ کافی پرسکون جگہ پر تھا [illegible] کا گزر کم ہی ہوتا تھا۔ بھابھی سے اسے زیان کے متعلق جو کچھ معلوم ہوا تھا وہ دہلانے کے لیے کافی تھا۔ یو کے سے اپنی تعلیم مکمل کر کے اپنا بزنس سنبھالنے آنے والا زیان عمر اس وقت ذہنی مریض بن چکا تھا۔ اس نے زیان کے کمرے کی طرف دیکھا جس کا دروازہ ہمیشہ کی طرح ادھ کھلا تھا۔ وہ کچھ سوچتی آگے بڑھی تھی لیکن اس کے قدم وہیں رک گئے۔ وہ پورا دروازہ کھولے خونخوار نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''جمکین.....'' وہ زور سے چلایا تھا۔

''بھابھی اس وقت گھر پر نہیں یہ ہیں وہ امو

Ridadigest.com

PDF version by Amber Fatima Parhopak.com

Jazz 54% 13:15

جان کو....." وہ اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی دروازہ اس کے منہ پر مار گیا تھا۔ ایشاع نے لب ساکت کیے بند دروازے کو دیکھا۔

☆.....☆

وہ عجیب گرداب میں پھنسا خود کو محسوس کر رہا تھا۔ زندگی سے جنگ لڑتے اب وہ ہار ہی تو چکا تھا اور موت تھی کہ آگے جانے نہیں دے رہی تھی۔ جتنی بار اس نے خودکشی کی کوشش کی تھی اتنی بار وہ ناکام ہوا تھا۔ ان کی قید میں سے نکلنے سے لے کر اب تک اس نے ایک بار بھی خود کو بدلنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ وہ جانتا تھا سب اس کی وجہ سے تکلیف میں ہیں لیکن وہ خود کو بے حس بنا چکا تھا کسی کے دکھ اور تکلیف سے جیسے اب اس کا کوئی واسطہ ہی نہیں ہو سکی ہے۔

ایشاع نے ایک نظر کھانے کی ٹرے کی طرف دیکھا اور قدم زیان کے کمرے کی طرف بڑھا دیے تھے۔ بھابھی گھر پر نہیں تھیں انہوں نے کال کر کے اسے زیان کو کھانا دینے کا کہا تھا۔ کمرے کا دروازہ کھول کر اس نے اندر جھانکا جہاں وہ بیڈ سے ٹیک لگائے آنکھیں موندیں بیٹھا تھا۔ اس نے ٹرے سائیڈ پر رکھتے ہوئے اسے آواز دی تھی لیکن وہ یوں ہی بیٹھا رہا۔ اس نے ہمت کرتے ہوئے ایک بار پھر پکارا تھا لیکن وہ ویسے ہی رہا۔

"عجیب انسان ہے آوازیں دیے چلی جا رہی ہوں، سن ہی نہیں رہا۔" ایشاع نے سوچتے ہوئے اس کے کندھے کو ہلایا تھا۔ اس کا پارہ ہائی ہوا۔

"دفع ہو جاؤ یہاں سے، نہیں ضرورت مجھے کسی کی بھی کیوں آ جاتی ہو بار بار میرے کمرے میں سمجھتی کیا ہو خود کو۔" وہ چلاتے ہوئے اب اس کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا۔ ایشاع نے سر سے پیر تک اسے بغور دیکھا تھا۔ اس بار وہ اس سے بالکل نہیں ڈری تھی۔

"کیوں ہو جاؤں میں دفع یہاں سے اور نا ہی میں خود سے آئی ہوں۔ بھابھی نے کھانا دینے کو کہا اسی لیے چلی آئی اور آپ خود کو کیا سمجھتے ہیں اپنے آپ کو جانتے ہیں، سب کتنی تکلیف میں ہیں صرف ایک آپ کی وجہ سے امو جان اتنی بیمار رہتی ہیں اگر خود کو بدل نہیں سکتے تو براہ مہربانی کسی کی تکلیف کا باعث بھی مت بنیں۔ دنیا میں لوگوں کے ساتھ نا جانے کیا کچھ ہو جاتا ہے لیکن وہ آپ کی طرح یوں خود کو قید نہیں کر لیتے بلکہ سامنا کرتے ہیں بہادری سے۔ اپنے گنہگاروں کا آپ کی طرح ڈر کر نہیں بیٹھتے آپ تو ماشاء اللہ سے بھلے چنگے ہیں۔ آپ خوش نصیب ہیں جو اتنی محبت کرنے والے رشتے آپ کو ملے اللہ نے ایک بار پھر زندگی کی طرف لوٹایا ہے اور آپ ہیں کے اس کی دی جانے والی امانت سے کھیل رہے ہیں۔" وہ اس کے سامنے پھٹ ہی پڑی تھی اس گھر کے مکینوں کا دکھ اب اس سے نہیں دیکھا جا رہا تھا۔ غصے سے وہ اسے گھور رہا تھا۔

"تم تو....." آؤٹ اس نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے تھے۔ تب ہی وہ زور سے چلایا تھا۔

"اب اگر یہاں دکھائی بھی دیں تو دھکے مار کر اس گھر سے باہر نکال دوں گا۔" باہر کھڑی تمکین نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔ اسے پتا ہوا تھا کہ زیان کسی پر اتنا چلایا ہو ورنہ وہ ہمیشہ خود کو ہی نقصان پہنچایا کرتا تھا۔

دن والا منظر وہ چاہ کر بھی اپنی نظروں سے اوجھل نہیں کر پا رہی تھی۔

"مجھے یہ سب نہیں کہنا چاہیے تھا۔ یہ اس کی اپنی زندگی کا معاملہ ہے مجھے اس میں دخل نہیں دینا چاہیے تھا۔" وہ کمرے میں ٹہلتے ہوئے سوچ رہی تھی۔ اسے کم از کم اپنے رشتوں کی قدر ہونی چاہیے۔ میں بھائی سے کہہ دوں گی کہ مجھے واپس جانا ہے اس سے پہلے کہ وہ مجھے یہاں سے

Ridadigest.com

PDF version by Amber Fatima Parhopak.com

Jazz 54% 13:15

نکالے۔"

"تمکین میری نظر میں ایشاع کے لیے بے حد اچھا رشتہ ہے ایک دو دن میں تمہیں وہاں لے جاؤں گا۔ تم بھی جانتی ہو انہیں اچھے لوگ ہیں۔" عاشر نے چائے کا شپ لیتے ہوئے تمکین سے کہا لیکن تمکین تو شاید کہیں اور ہی کھوئی ہوئی تھی۔ اسی لیے ان کی بات پر کوئی ردعمل نہیں دیا تھا۔

"تمکین....." انہوں نے کہتے ہوئے اس کے آگے ہاتھ لہرایا تھا۔

"جی....." وہ چونکی تھی۔

"کن خیالوں میں ہو تم میں تم سے ایشاع کے رشتے کی بات کر رہا تھا۔"

"پلیز صبح بات کریں گے اس وقت میرے سر میں بہت درد ہے۔" وہ اٹھ کر جانے لگی تھی عاشر نے نفی میں سر ہلاتے اس کی طرف دیکھا۔

"اس سارے گھر کا خیال رہتا ہے تمہیں اپنے سوا کبھی بھی کہ ایشاع سے بھی ہیلپ لے لیا کرو نہیں تمہیں تو اپنی فکر ہی نہیں ہے۔" عاشر کی بات پر وہ دھیرے سے مسکرائی تھی۔

"ایشاع تو بہت ہیلپ کرتی ہے میری بس آج اموجان کو ڈاکٹر کے پاس لے کر گئی تھی۔ وہیں لیٹ ہوگئی اسی لیے تھکن محسوس ہو رہی ہے۔"

"اچھا کیسی طبیعت ہے اب اموجان کی۔" وہ پورا دن آفس میں رہنے کی وجہ سے گھر کے لوگوں کی خبر کم ہی رکھ پاتا تھا۔

☆.....☆

اس نے گھبرا کر آنکھیں کھولی تھیں، برے خواب تو اسے روز ہی آتے تھے لیکن یہ عجیب ہی خواب تھا برسوں سفیدی چھائی ہوئی تھی اور وہ کسی کا ہاتھ تھامے اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ خود سے آگے چلنے والے کی طرف دیکھتا تو آنکھوں کو ٹھنڈک سی محسوس ہوتی۔ اس نے گھبرا کر کھڑکی کھول دی ایک ٹھنڈی ہوا کا جھونکا اسے چھو کر گزرا تو ایک سکون سا اس کے اندر اترا تھا۔ باہر ہر طرف اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ اسی وقت کہیں سے فجر کی اذان کی آواز سنائی دی تو اس نے جھٹ کھڑکی بند کی اور بیڈ پر بیٹھ گیا۔ وہ بے فکری سے بیٹھا تھا تب ہی اس کی آواز اسے اپنے آس پاس سنائی دی تھی۔

"اللہ پاک نے آپ کو ایک نئی زندگی دی ہے اور آپ اس کی دی جانے والی امانت سے کھیل رہے ہیں۔ صرف آپ ہی کے ساتھ ایسا نہیں ہوا۔" اس نے آنکھیں بند کرتے ہوئے دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ لیے تھے۔ وہ کسی کو بھی نہیں سننا چاہتا تھا۔ کھڑکی بند ہونے کے باوجود اذان کی آواز واضح سنائی دے رہی تھی۔ آج تک کسی نے اسے خدا کو یاد کرنے کا نہیں کہا کسی نے بھی اسے اس کے باندھے گئے حصار سے نکالنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ وہ جیسا تھا کی بنیاد پر سب نے ہی اسے قبول کر لیا تھا شاید سب کے لیے بس یہ ہی کافی تھا کہ وہ زندہ ہے۔ یہی کمزور سی لڑکی کی باتوں نے اسے الجھا کر رکھ دیا تھا۔ یہ خواب بھی شاید اس کی سوچ بدلنے کے لیے تھا لیکن وہ خود کو اب بدلنا چاہتا تھا اسے تو اب برے خواب سے بھی خوف نہیں آتا تھا۔ اس نے تھک کر اپنا سر تکیے پر ٹکا دیا۔ اس نے عاشر بھائی سے واپس جانے کی بات کی تو انہوں نے فوراً انکار کر دیا۔

"تمہیں میں نے وہاں بس تمہاری پڑھائی کی وجہ سے اکیلے چھوڑا تھا۔ اس کے بعد تم نے جاب کا کہا تب بھی میں نے نہیں روکا۔ اب تمہارے دونوں شوق پورے ہو چکے ہیں۔ اس لیے اب تو تم وہاں جانے کا سوچنا بھی مت اور ویسے بھی میں تمہاری شادی کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔ جلد سے جلد میں اپنے فرض سے سبکدوش ہونا چاہتا ہوں۔" وہ کہہ کر فوراً اٹھ گئے اور ایشاع خاموشی سے

Ridadigest.com

PDF version by Amber Fatima Parhopak.com

Jazz 54% 13:15

انہیں جاتا دیکھ رہی تھی۔ وہ اب یہاں خود بھی نہیں رہنا چاہتی تھی اور اسکول سے اسے دوبارہ جاب آفر آرہی تھی۔ وہ ایک اسپیشل بچوں کے اسکول میں جاب کرتی تھی۔ وہاں کی ہلچل معصوم بچوں کی شرارتیں اسے مصروف رکھتی تھیں لیکن اب یہاں آکر وہ جیسے بور ہی ہو کر رہ گئی تھی۔ اوپر سے زیان کا رویہ بھی اسے یہاں سے جانے پر مجبور کر رہا تھا۔

تمکین نجانے کہاں تھی اور اسے چائے کی طلب ہو رہی تھی۔ وہ خود ہی کچن میں چلا آیا۔ اپنے لیے چائے بنانے اور کچن میں پہلے سے موجود ایشاع کو دیکھ کر [illegible] کی ایک لہر اس کے چہرے سے گزری تھی۔ ایشاع [illegible] کچن میں دیکھ کر چونکی۔

"آپ کو کچھ چاہیے؟"

"یہ میرا گھر ہے مجھے [illegible] چاہیے ہوگا میں لے لوں گا تم ہٹو یہاں سے۔" زیان [illegible] طرف ہٹا دیکھے کہا۔ اسے فریج سے دودھ نکالتے [illegible] سمجھ گئی تھی کہ اسے چائے پینی ہے۔

"لائیں میں بنا دیتی ہوں۔" اس نے زیان کے ہاتھ سے دودھ کا پیکٹ پکڑنا چاہا تھا اور زور دار تھپڑ اس کے گال پر لگا تھا۔

"تمہیں میری بات سمجھ نہیں آتی یا دھکے دے کر نکالوں تب سمجھ آئے گی۔" ایشاع نے آنسوؤں سے لبریز آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا اور اس کا گریبان پکڑ کر اسے زور سے دھکا دیا تھا وہ فریج سے ٹکرایا تھا۔

"سمجھتے کیا ہیں آپ خود کو اگر کسی کے ساتھ اچھا نہیں کر سکتے تو اس کے ساتھ برا بھی مت کریں گر خود کو نہیں بدل سکتے تو دوسروں کو بھی اپنی طرح کا مت بنائیں۔" وہ غصے سے پھنکاری تھی۔

"آپ تو کسی کی ہمدردی کے بھی لائق نہیں ہیں آپ کو تو اپنے سگے رشتوں تک کا احساس نہیں ہے۔ خیر میں یہ سب باتیں آپ سے کیوں کہہ رہی ہوں آپ تو ہیں ہی ایک بے حس انسان ماما کے آپ کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے لیکن اتنی بھی نہیں کہ آپ اس زیادتی کا بدلہ سب سے ہی لیں۔ خیر خوش ہو جائیں جا رہی ہوں میں یہاں سے۔" وہ کہہ کر کچن سے نکل گئی اور زیان وہیں گم صم کھڑا تھا۔

اس نے یادیہ کو کال کی تھی وہ اس کے واپس آنے پر خوش تھی اس نے بھابھی کو یہ ہی بتایا کہ اسے اسکول کی جانب سے دوبارہ بلایا جا رہا ہے۔ عاشر بھائی کیا کہتے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ جتنی تذلیل وہ شخص اس کی کر چکا تھا اس سے بہتر تھا کہ وہ واپس چلی جاتی بھابھی نے اسے روکنا چاہا تو اس نے انہیں کسی طرح راضی کر ہی لیا۔

"تم جانتے ہو نا کہ ایشاع یہاں سے صرف اور صرف تمہارے برے رویے کی وجہ سے گئی ہے۔ زیان تم بدل کیوں نہیں لیتے خود کو کب تک یوں ہی زندگی گزارو گے اور ایک بات کے میں اسے واپس لے کر آؤں گی۔ میں جانتی ہوں وہ مجھ [illegible] بول کر گئی ہے صرف تمہاری وجہ سے۔" ایشاع [illegible] جانے پر وہ خاصی افسردہ تھیں۔

زیان [illegible] سنتے ہوئے حیرت ہوئی تھی کیونکہ وہ اپنا رد [illegible] اپنے آس پاس رکھی چیزوں کو توڑ کر [illegible] خاموشی سے سر جھکائے بیٹھا تھا۔

☆.....☆

وہ جانتی تھی کہ یہاں پہنچنے کے بعد سب سے پہلی کال عاشر بھائی کی ہی آئے گی اور وہی ہوا تھا انہوں نے کتنا غصہ کیا تھا اس کے یوں اکیلے چلے آنے پر وہ خاموشی سے ان کی سب باتیں سنتی رہی فون بند کر کے اس نے گہرا سانس لیتے ہوئے اپنے آس پاس پھیلے سبزے کو دیکھا اور دل کھول کر مسکرائی تھی اک سکون سا ملتا تھا اسے اس جگہ پر جو اور کہیں نہیں ملتا تھا۔

Pdfdigest.com

PDF version by Amber Fatima Parhopak.com

Jazz 54% 13:16

''کتنا مس کیا میں نے تم سب کو۔'' اس نے دونوں ہاتھ پھیلا کر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے آنکھیں موندیں تھیں۔ پھر وہی خواب ہر سو وہی سفیدی آج جو تھا روز تھا اسے یہ خواب مسلسل آ رہا تھا۔ اسے بے چینی سی ہونے لگی تھی وہ سکون چاہتا تھا۔ ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ اذان کی آواز اس کے کانوں میں رس گھول رہی تھی آج اس نے اٹھ کر کھڑکی بھی نہیں بند کی تھی۔ وہ آنکھیں بند کیے گہرے گہرے سانس لے رہا تھا اک فلم سی اس کی نگاہوں کے سامنے چلنے لگی تھی۔ کیسے وہ ان برے لوگوں کے ہتھے چڑھا اور کتنی انہوں نے اسے اذیت پہنچائی تھی کتنا تڑپا تھا وہ وہاں سے رہائی کے لیے۔ کوئی بھی مدد ہی نہ ہوا تھا تین ماہ بعد وہاں سے رہائی ملی تھی ورنہ انہوں نے تو کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی اسے تنگ کرنے کی لیکن حقیقت میں تو اس نے اب بھی خود کو قید ہی رکھا ہوا تھا۔ اسی کی وجہ سے تمکین کی ہونے والی شادی ٹوٹی اور نجانے کیا کیا ہوا تھا اس گھر کو صرف اس کی وجہ سے۔

تمکین کی حیرت دن بدن بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ جس نوکر کے ذریعے زیان اپنے نشے پورے کروایا کرتا تھا وہ اب بھی اسے اس کے کمرے کے آس پاس نہیں دکھا تھا۔ نا ہی زیان نے ایسی کوئی حرکت کی تھی جس کی وجہ سے وہ پریشان ہوئی ہو۔ تمکین کو اس کی یہ خاموشی کسی بہت بڑے طوفان کا پیش خیمہ لگ رہی تھی۔ اس کی بے چینی تھی کہ بڑھتی ہی چلی جا رہی تھی اک عجیب سی اداسی اسے اپنے گھیرے میں لے رہی تھی کتنے دن گزر چکے تھے تمکین اس کے پاس نہیں آئی تھی۔ کھانا بھی وہ ملازمہ کے ہاتھ بھجوا دیتی اور وہ خاموشی سے کھا لیتا اسے خود پر حیرت ہو رہی تھی۔

اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تھے اور زیان کے لیے دعا مانگنے لگی اسے خود پر حیرت ہوئی تھی آج سے پہلے اس نے کبھی کسی کے لیے اتنی شدت سے دعا نہیں مانگی تھی۔ وہ جب سے یہاں آئی تھی زیان اس کے حواسوں پر ہی سوار تھا۔ اکیلے بیٹھ کر وہ گھنٹوں زیان کے متعلق سوچتی اور پھر خود پر حیران ہو کر خود ہی کو کوستی۔

''تمکین میں جس فیملی کا ذکر کر رہا تھا ایشاع کے لیے وہ گھر آنا چاہ رہے ہیں تم ایشاع سے کہو کے واپس آئے۔'' عاشر نے ناشتہ کرتے ہوئے کہا۔

''میرے خیال میں آپ کو ایک بار اس سے پوچھ لینا چاہیے۔'' تمکین نے فہد کو ناشتہ کراتے ہوئے کہا۔

''پوچھنا کیا ہے اس نے اپنا فیصلہ میرے سپرد کر دیا ہے اور انشاء اللہ میں اس کے لیے کچھ اچھا ہی کروں گا تم اسے بلا لو۔'' وہ کہہ کر آفس جانے کے لیے اٹھ گئے تو تمکین نے بھی اسے کال کرنے کے بارے میں سوچا۔

''بھابھی! میرا آنا ضروری تو نہیں آپ لوگوں کو ٹھیک لگے وہ کر دیں اور ویسے بھی میں یہاں [illegible] ہوں کے میرا آنا مشکل ہے۔'' اس نے عذر پیش کیا۔

''لیکن عاشر چاہتے ہیں کہ تم آؤ اور پھر وہ لوگ تمہیں دیکھ بھی لیں گے اس طرح بات جلدی آگے بڑھے گی۔ تم کوشش کرو کہ ایک دو دن کے لیے آ جاؤ۔'' تمکین نے حل نکالا تھا ناچار اسے ہامی بھرنا ہی پڑی ورنہ دل تو بالکل نہیں کر رہا تھا۔ وہاں واپس جانے کا۔

تمکین اموجان کے کمرے میں آئی تو زیان کو ان کے سرہانے بیٹھے دیکھ کر اسے حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔ یہ پہلی دفعہ تھا کہ وہ خود سے ان کے پاس آیا تھا ورنہ ہر بار تمکین ہی اسے اپنے ساتھ لے کر آتی تھی لیکن آج وہ خود آیا تھا اور یہ چونکنے والی ہی بات تھی۔ وہ اموجان کی باتوں کا ہوں ہاں میں جواب

Ridadigest.com

ugem.com

PDF version by Amber Fatima Parhopak.com

Jazz 54% 13:16

دے رہا تھا۔

''اموجان! میں آپ کو یہ بتانے آئی تھی کہ دو دن بعد ایشاع آرہی ہے عاشر نے اس کے رشتے کے لیے چند لوگوں کو بلایا ہے۔'' تمکین نے انہیں بتاتے ہوئے بغور زیان کی طرف دیکھا لیکن وہاں کوئی تاثرات نہیں تھے۔

''یہ تو بہت اچھی بات ہے۔'' اموجان اس کے آنے کا سن کر خوش ہوئی تھیں۔ تمکین بتا کر چلی گئی تو زیان نے نظر اٹھا کر دروازے کی سمت دیکھا تھا اسے اپنا آپ بہت خالی محسوس ہوا تھا۔ اپنے اندر ہونے والی اس تبدیلی پر وہ خود حیران تھا لیکن اب اسے یوں خود کو تبدیل رکھنا تھا۔ یہ ارادہ اس نے کرلیا تھا۔

اس نے وضو کر کے دو ہاتھ نماز کے لیے اٹھائے تھے۔ ذہن بالکل خالی تھا اس وقت وہ ساری سوچوں کو جھٹک چکا تھا۔ نماز مکمل کرنے کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی تھیں۔ کتنے سالوں بعد آج وہ اپنے رب کے دربار میں حاضر ہوا تھا۔ ندامت اس کے چہرے سے عیاں تھی کتنے سالوں تک وہ ناشکری والی زندگی جی رہا تھا۔ آج اسے اپنے سارے دکھ اپنے گناہوں کے سامنے بہت چھوٹے لگے آج وہ دل کھول کر رویا تھا خدا سے معافی کے لیے۔

☆.....☆

اس کے ایک بار پھر انکار پر بھائی نے اسے خود لے کر آنے کا فیصلہ کیا تھا اور پھر سب کچھ ان کی مرضی کے مطابق ہوتا تھا۔ اور زیان اس کا چہرہ تو بہت پیچھے چلا جاتا وہ اتنا برا نہیں تھا جتنا اسے بنا دیا گیا تھا۔ اس کی جگہ کوئی بھی ہوتا تو اس کا یہ ہی انداز ہوتا۔

''لیکن میں اسے کیوں سوچ رہی ہوں۔'' ایشاع نے غصے سے گھاس نوچا تھا۔

''وہ جیسے بھی رہے مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے۔ مجھے اپنے آنے والے پرپوزل کے بارے میں سوچنا چاہیے۔'' اس نے اپنی سوچوں پر حصار باندھنا چاہا تھا۔

''بھلا سوچ پر بھی کبھی کوئی حصار باندھ پایا ہے۔'' وہ اموجان کے ساتھ لان میں شام کی چائے پی رہی تھی۔ پاس ہی فہد فٹبال کھیل رہا تھا۔

''آج موسم کتنا اچھا ہے نا۔'' اس نے اموجان کو سوچوں میں گم دیکھ کر کہا۔

''ہوں اچھا ہے۔'' انہوں نے بھی آسمان کی طرف دیکھا تھا۔ تب ہی زیان وہاں آیا تھا۔ وہ تمکین کو بار بار چونکا رہا تھا۔ اموجان نے ایک نظر حیران ہوتی تمکین کو دیکھا اور پھر زیان کو جو اب فہد کا فٹبال کھیلنے میں ساتھ دے رہا تھا۔

''تمکین میں دیکھ رہی ہوں کہ کچھ دنوں سے تم زیان کو بہت اگنور کر رہی ہو۔'' اموجان کے لہجے میں ناراضی تھی۔ تمکین نے مسکرا کر انہیں دیکھا تھا۔

''شاید یہ میرے اگنور کرنے کا ہی نتیجہ ہے۔''

''یہ تمہارے اگنور کرنے کا نتیجہ نہیں یہ ایشاع کی بہادری کا نتیجہ ہے۔'' اموجان نے عام سے انداز میں کہا تمکین کے ہاتھ سے چائے کا کپ چھوٹتے ہوئے بچا تھا۔

''کیا کہہ رہی ہیں آپ؟'' اس نے بے یقینی سے پوچھا تو اموجان نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

''تمہیں پتہ ہے تمکین زیان اب تک اس کیفیت سے کیوں نہیں نکلا تھا۔'' ان کے پوچھنے پر اس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

''ہماری وجہ سے کیونکہ ہم نے کبھی اسے اس کے بنائے گئے دائرے سے نکالنے کی کوشش نہیں کی اسے کبھی کسی چیز کا احساس ہی نہیں دلایا۔ اسے کبھی یہ باور نہیں کرایا کہ جو تمہارے ساتھ ہوا اس

Ridadigest.com

www.urd

PDF version by Amber Fatima Parhopak.com

Jazz 54% 13:16

سے کئی زیادہ برا لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ جس چیز سے نکل کر آیا تھا حقیقت میں ہم نے اسے اسی فیز میں رکھا تھا اور ایشاع نے اسے یہ احساس دلایا شاید زیان کبھی نا بدلتا اگر اسے احساس نا دلایا جاتا۔ حقیقت میں ہم ہی اس کے سب سے زیادہ قصوروار ہیں۔ یہ ایشاع کا احسان ہے ہم پر کے اللہ پاک نے اسے ہمارے لیے فرشتہ بنا کر بھیجا صرف اسے ہی نہیں عاشر کو بھی۔ کس طرح اس نے تمہاری شادی ٹوٹنے کے عین وقت پر تم سے نکاح کر کے ہم سب کو ہی بدنامی سے بچایا تھا۔ تم جانتی ہو مجھے یہ سب باتیں کیسے پتہ چلیں۔" تمکین کو وہ آج حیران کیے جا رہی تھیں۔ تمکین نے [illegible] نظروں سے ان کی طرف دیکھا۔ جب سے ایشاع [illegible] ہے زیان بہت خاموش سا تھا اور روز رات کے درمیانی پہر میں وہ میرے کمرے میں آجاتا صرف سکون کی [illegible] کیونکہ ایشاع کی باتیں اسے بے چین کرتی تھیں [illegible] وہ سب کچھ مجھے بتایا ہے جو کچھ ایشاع نے زیان سے کہا۔ اللہ کو ہماری کون سی ادا پسند آئی جو اس نے اتنی نیک بچی کو ہمارے لیے وسیلہ بنا کر بھیجا اور اب میں نے ایک اور فیصلہ کیا ہے کہ میں عاشر سے خود ایشاع کا ہاتھ مانگوں گی زیان کے لیے۔" امو جان نے مسکراتے ہوئے زیان کی طرف دیکھ کر کہا۔ تمکین نے بھی بھیگی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔ وہ تہہ دل سے ایشاع کی مشکور تھی۔ جس نے یہ کارنامہ سرانجام دیا تھا۔

☆.....☆

آج ایک عرصے بعد اس گھر کے لوگ اکٹھے ناشتے کی ٹیبل پر موجود تھے۔ سب ہی کے چہروں پر خوشی کے رنگ صاف دکھائی دے رہے تھے۔ زیان خاموشی سے بیٹھا ناشتہ کر رہا تھا۔ عمر علوی ناشتہ [illegible] اپنے جوان بیٹے کو دیکھ رہے تھے جو زندگی [illegible] تھی جو ان سب پر سے گزر گئی تھی اس گھر کے مکینوں کا امتحان ختم ہوا تھا۔

اسے اپنے اندر ہونے والی یہ تبدیلی بہت بھلی لگی تھی۔ جس اذیت سے وہ گزرا تھا اس کے بعد یہ سکون اسے بہت بڑی نعمت لگا تھا اور یہ سب ایشاع کی ہی بدولت تھا وہ امو جان سے ساری باتیں شیئر کرنے کے بعد ہلکا پھلکا سا ہو گیا تھا لیکن ایشاع کے رشتے والی بات نے اسے بے چین کیا تھا۔ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ وہ لڑکی اس کے لیے کب اتنی خاص ہو گئی اس کا اندازہ وہ بالکل نہیں کر پا رہا تھا۔

"مجھے ایشاع سے ملنا چاہیے۔ اس سے بات کرنی چاہیے شاید وہ مجھے معاف کر دے میں نے بھی تو کچھ اچھا نہیں کیا۔ اس کے ساتھ وہ تو شاید میرے برے رویے کی وجہ سے مجھ سے ملے بھی نا۔" وہ بے چینی سے لان میں ٹہل رہا تھا۔ تب ہی تمکین اس کے پاس چلی آئی۔ اس کی بے چینی وہ [illegible] چکی تھی۔

"[illegible] یہاں اکیلے کیا کر رہے ہو۔" وہ اب اس کے [illegible] تھی۔

"[illegible] لیے اکیلے ہی واک کر رہا ہوں۔" تمکین [illegible] میں چھپائی تھی۔

"مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ تم یہاں اکیلے نہیں ہو۔ کوئی سوچ میں تمہارے سمایا ہوا ہے یا شاید تم کسی کو یاد کر رہے ہو۔" تمکین کی بات پر وہ پورا اس کی طرف گھوما تھا۔

"کہنا کیا چاہ رہی ہو تم۔" اسے لگا جیسے تمکین نے اس کی سوچ پڑھ لی ہو۔

"اتنی مشکل بات نہیں کر رہی ہوں کہ تمہیں سمجھ ہی نا آئے چلو آسان سے لفظوں میں پوچھتی ہوں۔ ایشاع کے بارے میں سوچ رہے ہو ہے نا؟" اس نے گہرا سانس لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ تمکین مسکرائی تھی اسے نہیں معلوم تھا کہ وہ اتنی جلدی

Ridadigest.com

PDF version by Amber Fatima Parhopak.com

Jazz 54% 13:16

ہتھیار ڈال دے گا۔

''زیان! ایشاع ایک بہت اچھی لڑکی ہے اور بقول امو جان کے وہ تمہارے ساتھ کھڑی جچے گی بھی۔ زیان اس کی زندگی میں بھی دکھ کے کئی لمحات آئے ہیں۔ لیکن وہ اپنی تکلیف کو کسی پر عیاں نہیں کرتی۔ میری اور عاشر کی شادی کی وجہ سے اس کی شادی میں رکاوٹ آئی لیکن اس نے شکوے کا ایک لفظ نہیں کہا مجھ سے۔ وہ بہت نرم طبیعت کی مالک ہے۔ زیان اور مجھے یقین ہے کہ وہ تمہیں معاف کر دے گی۔ جس طریقے سے اس نے تمہیں اندھیرے سے نکالا ہے۔ اس کے بعد اب تمہارا فرض ہے کہ اسے دنیا کی ہر خوشی دو۔''

☆.....☆

وہ اسکول سے ہاسٹل آئی تو وارڈن نے اسے وزیٹنگ روم میں کسی کے آنے کی اطلاع دی۔ عاشر بھائی کے اتنی جلدی آجانے پر حیران ہوتی وہاں آئی تھی لیکن وہاں عاشر بھائی کے بجائے زیان عمر کو دیکھ کر اس کے قدم دروازے پر ہی جم گئے تھے۔ زیان اسے دیکھ کر کھڑا ہوا تھا۔ زیان عمر اس کے ہاسٹل آیا تھا یہ بات کچھ ہضم ہونے والی نہیں تھی جو شخص اسے اپنے گھر سے نکل جانے کا کہتا رہتا تھا۔ زیان اس وقت پرانے زیان سے کافی مختلف نظر آرہا تھا۔ پہلے سے زیادہ کمزور اور کچھ کچھ شرمندہ سا بھی۔

ایشاع اندر آئی اسے بیٹھنے کا کہہ کر خود بھی اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی۔ کتنے ہی لمحے ان دونوں کے درمیان خاموشی کی نذر ہو گئے تھے۔

''آئی ایم سوری۔'' ہمت کرتے ہوئے زیان نے ہی پہل کی تھی۔ ایشاع نے نظر اٹھا کر اپنے سامنے سر جھکائے بیٹھے زیان کو دیکھا۔

''آپ یہاں کیوں آئے ہیں۔'' دل میں ابھرتا سوال بالآخر اس نے پوچھ ہی لیا۔

زیان نے سر اٹھایا تھا اور ایشاع اس کے چہرے کی طرف دیکھ کر چونکی تھی وہ شخص رو رہا تھا۔

''پلیز ایشاع! مجھے معاف کر دو۔ جتنی تذلیل میں نے تمہاری کی ہے شاید ہی ایسا کوئی کرتا ہوگا میں بہت شرمندہ ہوں اپنی غلطی پر میں بھٹکا ہوا تھا۔ تم نے مجھے زندگی کی طرف لوٹنے پر مجبور کیا میں چاہوں بھی تو تمہارا یہ احسان تا عمر نہیں اتار سکتا۔ یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا تمہارے جانے کے بعد کوئی ایسا لمحہ نہیں گزرا جب تمہاری باتوں نے تمہاری یاد نے مجھے بے چین نہ کیا ہو۔'' وہ حیرت سے لب سیے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔

''میں اپنی ساری غلطیوں کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں۔

''میں جانتا ہوں کہ میں کوئی شریف النفس نہیں ہوں نہ ہی اللہ کا بہت نیک بندہ ہوں کہ جو چاہوں وہ پا بھی لوں لیکن ایک آس ایک امید مجھے تمہارے پاس یہاں لے آئی۔ میں اپنی ساری زندگی کے لیے تمہارا ساتھ چاہتا ہوں ایشا۔ وہ شخص شاید آج اسے دھوکا دینے ہی آیا تھا۔

''پہلے اپنے آنسو تو صاف کر لیں مجھے رونے والے مرد بالکل نہیں پسند۔'' ایشاع نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا تو زیان نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔

''زیان یہ میری خوش نصیبی ہوگی کہ آپ میری زندگی کے ساتھی بنیں۔'' وہ شاید اب اور دیر نہیں چاہتی تھی اسی لیے فوراً اقرار کر بیٹھی۔

''میں بہت خوش ہوں آپ کو زندگی کی طرف لوٹتا دیکھ کر۔'' زیان نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا اور اپنے آنسو صاف کیے تھے۔ وہ اپنے رب کا جتنا بھی شکر ادا کرتا وہ کم تھا۔ ایک آزمائش بھری زندگی سے نکل کر اب وہ خوشیوں بھری زندگی کا مسافر بننے جا رہا تھا۔

.....☆.....

Ridadigest.com

For More Novels & Books

by Mr. Amber Fatima Visit

https://www.parhopak.com/category/urdu-novels/amber-fatima/